بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تصریحات

کراچی کے ایک موقر ہفت روزہ "پیمان" نے مدیر اعلیٰ سے ملکی مسائل پر ایک اہم انٹرویو لیا۔ اس دفعہ انہ اوراق میں آپ ہم "پیمان" کے شکریہ کیساتھ درج کیا جا رہا ہے۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ممتاز رہنما علامہ احسان الٰہی ظہیر پنجاب میں اپوزیشن کا ایک مضبوط بازو تصور کیے جاتے ہیں۔ اپوزیشن کا کوئی جلسہ جلوس ایسا نہیں ہوتا جس میں آپ کی پرجوش تقریر نہ ہو۔ گو سیاست میں داخل ہوئے چند ہی سال ہوئے ہیں، اس کے باوجود مقبولیت کا یہ عالم ہے جیسے برسوں پرانے رہنما ہوں۔ ایوب خاں کے خلاف جب عوامی تحریک چل رہی تھی۔ ان دنوں آپ سیاست میں داخل ہوئے اور چند ہی برسوں میں اپنی علمی اور خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے عوام کے دلوں میں ایک خاص مقام بنا لیا۔

اپنی اس مختصر سیاسی زندگی کے دوران آپ نے ہمیشہ اسلام اور نظریۂ پاکستان کی سربلندی کے لیے جد و جہد کی اور آج بھی اسی نصب العین کو لیے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ آپ کا ایمان ہے کہ جب تک قوم اسلام اور نظریۂ پاکستان کی حفاظت نہیں کرے گی ——— اس وقت تک عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔

علامہ صاحب نے انٹرویو کے دوران بار بار کہا کہ ہماری موجودہ پریشانیوں اور تکالیف کا بڑا سبب یہی ہے کہ ہم نے اسلام اور نظریۂ پاکستان کو فراموش کر دیا ہے گویا ؎

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب سے میں نے انٹرویو بھی اسی سوال سے شروع کیا۔ میں نے پوچھا "حضور! ہماری قوم اس وقت جس ابتلا میں مبتلا ہے۔ اس کے اصل مضمرات کیا ہیں ———؟"


۳
۱۱
۱۶
۲۲
۲۹
۴۳
۴۷
۴۸



...ر کلی لاہور
...: سلیم لاہور
... خسرچ
...زل انارکلی لاہور

## تباہی کے اسباب

انہوں نے بڑی وضاحت سے اس کا جواب دیا اور پھر مجھ سے پوچھا کہ کیا ہم واقعی اس ابتلا کے مستحق نہیں تھے؟ انہوں نے کہا "ہماری تباہی کا سبب صرف اسلام سے دوری ہی نہیں ہے بلکہ اس کے اور بہت سے اسباب بھی ہیں۔ قوم نے آزادی کی نعمت حاصل کرنے کے بعد محنت و کاوش ترک کر دی تھی۔ کاہلیت اور لاابالی پن کو اپنا شعار بنا لیا اور سمجھ لیا کہ ہمارے سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے دنیا میں شاید ہی کوئی قوم اس قدر سست ہو جس قدر سست اس وقت ہماری قوم ہے"

## ہم اپنے ماضی کو قطعی طور پر فراموش کر چکے ہیں

علامہ صاحب نے کہا "ہماری بربادی کا دوسرا سبب یہ ہے کہ ہمارے اکابرین، سیاسی لیڈر اور زعمائے کرام نے قوم کے ساتھ دھوکا کیا۔ قوم کو صرف حال میں رکھا، ماضی سے اس کا رشتہ استوار نہ کیا۔ میں کہتا ہوں کوئی قوم اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتی جب تک ماضی کے ساتھ اس کا رشتہ قائم نہ ہو۔ قومیں ہمیشہ ماضی سے اپنا مستقبل سنوارا کرتی ہیں۔ ہماری نئی نسل کو پتہ ہی نہیں کہ پاکستان کیوں وجود میں آیا"

آپ نے کہا "گزشتہ پچیس سال میں کسی حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس ملک کی نئی نسل پر یہ بات واضح کرتی کہ برصغیر کی تقسیم کا سبب کیا تھا اور یہ جو غیر قدرتی دیواریں ہم نے کھینچی ہیں اس کے محرکات کیا تھے؟ اگر ایک نوجوان یہ پوچھتا ہے کہ امرتسر اور لاہور میں کیا فرق ہے؟ جبکہ دونوں علاقوں کی بول چال، رسم و رواج، تہذیب، تمدن اور عادات و اطوار ایک جیسی ہیں؟ جب اس نوجوان کو اس سوال کا جواب نہیں ملے گا تو ظاہر ہے اس کے لیے لاہور اور امرتسر میں کوئی فرق نہیں ہوگا"

علامہ صاحب نے کہا "دوسری طرف نصاب تعلیم میں سوائے اس بات کے کہ چند "اشتہاری" قسم کی چیزوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے قبل از تقسیم کے نصاب تعلیم سے جدا نہ کیا گیا نتیجۃً آزادی کے بعد بھی اس خطہ کے نوجوانوں کے اسی قسم کے ذہن پرورش پانے لگے جس طرح قبل از تقسیم پرورش پاتے تھے۔

اس قوم کی بدقسمتی کی انتہا تو یہ ہے کہ قبل از تقسیم پھر بھی برصغیر میں علی گڑھ جیسے ادارے موجود تھے، جہاں مسلم قومیت کے تشخص کو ابھارنے میں مدد ملتی تھی لیکن تقسیم کے بعد آج تک پورے پاکستان میں اس قسم کا ایک ادارہ بھی نہیں بنایا گیا۔

## مشرقی پاکستان کی علیحدگی

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے کہا کہ "مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہاں نئی نسل کو یہ بات نہ بتائی گئی کہ مشرقی اور مغربی بنگال میں حدِّ فاصل کیوں کھینچی گئی اور نہ ہی وہاں نظریۂ پاکستان کے مطابق عوام کا ذہن تیار کیا گیا۔ اگر لاہور اور ڈھاکہ میں ایک طرح کے چلن، نظام، تہذیب اور کلچر کو فروغ دیا جاتا تو ناممکن تھا کہ ڈھاکہ پھر کلکتہ سے مل جاتا۔ مشرقی پاکستان میں علیحدگی پسندوں کو اس لیے کامیابی حاصل ہوئی کہ انہوں نے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھائی کہ مشرقی پاکستان مغربی پاکستان کے ساتھ کیوں تعلق رکھے ہوئے ہے جبکہ دونوں کے درمیان کوئی قدر بھی مشترک نہیں ہے۔ حالانکہ دونوں حصوں میں اسلام وہ قدر مشترک ہے جس کی بنیاد پر مشرقی پاکستان کے عوام نے پنجاب، سرحد، بلوچستان اور سندھ کے مسلمانوں کے ساتھ شانہ بشانہ آزادی کی جنگ لڑی تھی، اگر اسی رابطے کو باقی رہنے دیا جاتا اور اس کی نشوونما کی جاتی تو مشرقی پاکستان کے عوام کبھی ہندوستانی ایجنٹوں کے ہاتھوں بہکائے اور ورغلائے نہ جاتے۔ لیکن

> **مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں**
> **حکمران جماعت کا بہت بڑا ہاتھ ہے**

ہمارے حکمرانوں نے اس رابطے کو بھی ختم کر دیا اور اس کی جگہ کبھی پی۔ آئی۔ اے کو سنگم اور اتحاد کا ذریعہ بنایا گیا، کبھی بلبل اکیڈمی کو اتحاد اور یکجہتی کی علامت قرار دیا گیا اور کبھی شادی بیاہ کے بندھنوں کو دونوں بازوؤں کے درمیان بندھن کے لیے کافی سمجھا گیا۔"

آپ نے کہا "پاکستان کی تباہی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آزادی کے بعد یہاں مادر پدر آزادی دے دی گئی خصوصاً ایسی آزادی جو روحانی، مذہبی، دینی اور اخلاقی حدود و قیود سے مبرا تھی۔ اس پر طرہ یہ کہ ان کے بارے میں لوگوں کو ہر بات کہنے اور لکھنے کی کھلی آزادی دے دی حالانکہ کوئی بھی غیور اور زندہ رہنے کی تمنا رکھنے والی قوم اپنے اساسی اور بنیادی سرچشموں کے بارے میں ایسی

بے راہ روی اختیار کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہاں ہر دور میں حکمرانوں کو تو یہ تقدس حاصل رہا کہ ان کے بارے میں کسی قسم کی بھی تنقیدی گفتگو گردن زدنی قرار پاتی رہی اور پاتی ہے لیکن وہ نظریہ جو اس ملک کی اساس تھا اس کے خلاف ہر بات گوارا سمجھی گئی۔"

علامہ صاحب نے کہا "آپ دنیا کے کسی نظام کو لے لیں۔ خواہ وہ کتنی ہی آزادی کا دعویدار کیوں نہ ہو لیکن اس میں کبھی اس کی اساس اور نظریات پر تنقید کی گنجائش نہیں ہوگی۔ چین ہمارا دوست ملک ہے آپ وہاں جاکر دیکھیں، کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ کمیونزم کے خلاف اپنی زبان بھی ہلا سکے۔ یہی حال روس اور دیگر کمیونسٹ ممالک کا ہے۔ لیکن صرف ایک ہمارا ملک ہے۔ یہاں حکمرانوں سے لے کر ہر ادنے پونے تک کو کھلی چھٹی ہے کہ وہ اسلام اور نظریۂ پاکستان کے بارے میں جو بھی چاہے کہتا رہے اور لکھتا رہے۔ نتیجۃً لوگوں کے دل و دماغ سے اسلام کی چاہت اور اسلام کا احترام تقریباً ختم ہو چکا ہے اور جب اس دین سے لوگوں کی وابستگی ختم ہو گئی جس کے نام پر یہ ملک وجود میں آیا تھا تو پھر اس ملک سے کس طرح وابستگی باقی رہ سکتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ آج بعض لوگوں سے یہ بھی سنتے ہیں کہ اگر پاکستان پھر بھارت کا ایک حصہ بن جاتا ہے تو اس میں قباحت ہی کون سی ہے؟"

## ذمہ دار بھارت بھی ہے

"علامہ صاحب! میرے خیال میں تو ساری تباہی اور موجودہ مصائب کا بہت حد تک ذمہ دار بھارت بھی ہے۔" میں نے بھارت کے متعلق علامہ صاحب کا نقطہ نظر معلوم کیا۔

علامہ صاحب نے میرے خیال کی تائید کرتے ہوئے فرمایا "بھارت نے پہلے دن سے ہی ہمیں تسلیم نہیں کیا اور اس نے ہمیشہ ہی یہ کوشش کی ہے کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان کو ختم کر دے چنانچہ جب بھی اسے موقع ملا اس نے پاکستان کو تباہ کرنے کے لیے اپنی پوری توانائیاں صرف کر دیں۔ سب سے پہلے اس نے کشمیر کے ایک بڑے حصے کو ہڑپ کیا۔ پھر جوناگڑھ اور مناوادر پر غاصبانہ قبضہ کیا اور اس کے بعد حیدرآباد کو پولیس ایکشن کے نام پر لوٹا۔ حیدرآباد کو لوٹنے کے بعد بھارت نے پاکستان کے خلاف مسلسل اندرون اور بیرون ملک زہریلے پراپیگنڈے سے شروع کر دیے چنانچہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں دیگر عوامل کے ساتھ اس کی کوششوں اور کاوشوں کا بھی عمل دخل ہے

آپ نے کہا " علاوہ ازیں آج مغربی پاکستان میں جو غلط رجحانات پائے جا رہے ہیں ان میں بھی بھارت کے پراپیگنڈے اور اس کے ایجنٹوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ وہ لوگ جو پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے پورے برصغیر میں دو قومیں ماننے کے لیے بھی تیار نہیں تھے، اور قائدِ اعظم کے مقابلے میں کہتے تھے کہ برصغیر میں صرف ایک قوم "ہندوستانی" آباد ہے۔ آج وہی لوگ اور ان کے "چیلے چانٹے" چھوٹے سے پاکستان میں چار اور پانچ قومیتوں کے علمبردار بنے پھرتے ہیں اس کا سبب اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ پورے ہندوستان کو ایک دیکھنے والے اب نہ صرف پاکستان کو ایک نہیں دیکھ سکتے بلکہ نئے سرے سے اسے پھر ہندو استحصالیوں کے ہاتھ فروخت کر دینا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف ہندوستانی حکومت غیر ممالک میں پاکستان کو ایک مذہبی جنونی ریاست قرار دے کر رائے عامہ کو ہمارے خلاف نفرت پر ابھار رہی ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے بیرونِ ملک سفارت خانے بجائے اس کام کے کہ ہندوستانی پروپیگنڈے کا مقابلہ کریں، ہمارے سفیر مغل شہزادے بنے عیش و طرب میں مشغول و مصروف ہیں۔"

علامہ صاحب نے کہا "ہندوستان کی پاکستان سے مخالفت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اتنے بڑے چرکے دینے کے باوجود وہ ابھی تک پاکستان کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے دینے کے لیے تیار نہیں ہے عالمی اخبارات میں آئے دن خبریں چھپتی رہتی ہیں کہ ہندوستانی حکومت نے فلاں ملک سے اس بات پر سخت احتجاج کیا ہے کہ وہ پاکستان کو اسلحہ دے کر اس کی مدد کیوں کر رہا ہے۔"

> بھارت نے ہم سے منوالیا ہے کہ کشمیر کا کوئی مسئلہ موجود نہیں ہے۔

آپ نے کہا " ہندوستان کی یہ پالیسیاں اس بات کی غماز ہیں کہ اول تو وہ پاکستان کو ایک حقیقت دیکھنا نہیں چاہتا، بصورتِ دیگر وہ پاکستان کو اس حال میں دیکھنا چاہتا ہے جس میں سکم، بھوٹان، نیپال ہیں تاکہ پاکستان ان کی کالی دیوی کے سامنے ہمیشہ دست بستہ کھڑا رہے۔"

"کیا معاہدۂ شملہ کے بعد بھارت، پاکستان دشمنی کی پالیسی ترک نہیں کر دے گا؟" ہم نے سوال اٹھایا۔

علامہ صاحب نے جواب دیا "بلکہ معاہدۂ شملہ کے بعد تو بھارت کے عزائم کو مزید تقویت پہنچی ہے۔ اس نے اس معاہدہ کے ذریعے آئینی طور پر ہم سے وہ کچھ حاصل کر لیا ہے جو وہ ہم سے

آج تک نہ تو میدانِ جنگ میں، نہ اقوام متحدہ میں اور نہ ہی کسی اور مقام پر حاصل کر سکا تھا۔ اس معاہدہ کے تحت ہندوستان نے پاکستان سے منوا لیا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ کارگل کی چوکیاں اور ٹیپا وادی کی واپسی کے بعد کشمیر کی متنازعہ حیثیت بھی ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ لیکن جب ہم ان کو یہ علاقہ واپس کرتے ہیں اور مانتے ہیں کہ ہم نے اس نئی سرحد کا تعین کیا ہے تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ مقبوضہ کشمیر پر ہمارا حق ختم ہو چکا ہے اور ہم نے کشمیر کی تقسیم تسلیم کر لی ہے۔"

## معاہدہ شملہ

آپ نے کہا "اس کے علاوہ معاہدہ شملہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کو قانونی جواز مہیا کرتا ہے کیونکہ ہندوستان سے اس معاہدہ کے بعد خود بخود یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ہندوستان کا مشرقی پاکستان پر حملہ اور غاصبانہ قبضہ درست تھا نیز آئندہ کے لیے ہم ہندوستان کے لیے دروازے کھول دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ملک کے جس حصہ پر جبراً قبضہ جما لے، اس کا وہ اقدام جائز ہو گا۔ مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس معاہدہ میں ہم نے کچھ نہیں پایا بلکہ سب کچھ کھو دیا ہے۔"

علامہ ظہیر نے کہا "جوں جوں اس معاہدہ کے گوشے منظرِ عام پر آ رہے ہیں، احساس ہوتا ہے کہ ہندوستان نے شملہ میں ہماری کس طرح تذلیل کی ہے۔ صدر محترم بار بار کہتے ہیں کہ وہ شملہ سے تاشقند کر کے نہیں آئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کاش وہ شملہ میں تاشقند کر کے آئے ہوتے کیونکہ تاشقند میں کم سے کم ہم نے اپنے ملک کے وقار کا سودا نہیں کیا تھا، اپنی ایک انچ زمین بھی دشمن کے حوالے نہیں کی تھی اور تمام جنگی قیدی واپس لے لیے تھے۔ تاشقند میں ہم نے اپنے اقتدار کے لیے ہندوستان سے بھیک نہیں مانگی تھی۔ لیکن شملہ معاہدے کے مطابق ہم اپنے ساٹھ ہزار مربع میل کے علاقے سے محروم ہو گئے اور اپنے سات کروڑ بھائیوں سے جبری علیحدگی پر مجبور کر دیے گئے۔"

**معاہدۂ شملہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا قانونی جواز مہیا کرتا ہے**

"ویسے کیا موجودہ حکومت اس بات کی مجاز ہے کہ وہ مشرقی پاکستان کو اپنی مرضی یا کسی دباؤ کے تحت بنگلہ دیش کی صورت میں تسلیم کر لے؟" میں نے سوال کیا۔

علامہ صاحب نے جواب دیا "بھیا حکمران طبقہ تو کیا پوری قوم کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے ملک کی ایک انچ زمین سے بھی دستبردار ہونے کا اعلان کرے اس لیے کہ ملکوں کی جو حدیں ایک دفعہ طے پا جاتی ہیں ان کو پھر کسی شخص، کوئی گروہ، کوئی طبقہ یا پوری قوم تبدیل کرنے کی مجاز نہیں ہوتی۔ اسی لیے تو ہم کہتے ہیں اور سب سے پہلے میں نے ہی یہ نعرہ لگایا تھا کہ موجودہ حکومت کو اس بات پر مستعفی ہو جانا چاہیئے کیوں کہ قوم نے اسے اس ملک کا ایک حصہ الگ کر دینے کا MANDATE نہیں دیا تھا۔"

آپ نے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں حکمران جماعت کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اس لیے ہم اس حکومت کو چارج شیٹ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اقتدار چیف جسٹس کے حوالے کر کے مستعفی ہو جائے تاکہ ملک میں نئے انتخابات کرائے جا سکیں۔ کیوں کہ سب سے پہلے اسی حکمران پارٹی کے لوگوں نے "ادھر ہم ادھر تم" کا نعرہ لگایا۔ پھر اس کو عملی صورت دینے کے لیے یحیٰی خاں کے ساتھ مل کر مجیب کے اقتدار میں رکاوٹ پیدا کی اور عالمی رائے عامہ کو پاکستان کے خلاف ابھارا۔ جب یحیٰی خان نے مشرقی پاکستان میں ملٹری ایکشن کیا تو اس پارٹی کے سربراہ نے کراچی میں یہ بیان دیا تھا کہ خدا کا شکر ہے پاکستان بچ گیا ہے۔ پھر مشرقی پاکستان پر ہندوستانی فوج کے قبضہ کے بعد اسی پارٹی نے اقتدار سنبھال کر مجیب ایسی سونے کی چڑیا کو بغیر کسی سے مشورہ کیے اور قوم کو اعتماد میں لیے، لندن کی طرف پھر کر کے اڑا دیا۔ اگر آج یہ چڑیا ہمارے پاس ہوتی تو اس کے بدلے ہمیں اپنے ترانوے ہزار شہبازوں کو رہا کرانے میں مدد ملتی۔"

آپ نے کہا "یہ موجودہ حکومت ہی تھی جس نے مشرقی پاکستان میں ہونے والے ضمنی انتخابات کو کالعدم قرار دے دیا جس کے نتیجہ میں وہ لوگ جو پاکستان کے سچے دوست اور پکے بہی خواہ تھے اور جنہوں نے علیحدگی پسندوں کی سختی بانہی کے مقابلے میں شمس بانہی اور بدر بانہی کو بنایا تھا ان کو غلط قرار دے دیا اور ان لوگوں کے انتخابات کو صحیح سمجھا جنہوں نے نہ صرف یہ کہ پاکستان کی وحدت اور سالمیت پر کلہاڑے چلائے تھے بلکہ انہوں نے بے شمار غیر بنگالیوں کو تہ تیغ بھی کیا تھا، اور کروایا تھا۔ پھر انہی غداروں نے بھارتی فوجوں کو مشرقی پاکستان پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی دعوت بھی دی تھی۔"

علامہ صاحب نے کہا "اگر مشرقی پاکستان کے ضمنی انتخابات میں کامیاب ہونے والے محب وطن نمائندے آج اسلام آباد کی پارلیمنٹ میں موجود ہوتے تو ہم دنیا کو کہہ سکتے تھے کہ تم مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش کیسے تسلیم کرتے ہو جبکہ مشرقی پاکستان کے نمائندے پاکستان کی قومی اسمبلی میں اپنے صوبے کی نمائندگی کر رہے ہیں"

"مگر موجودہ حکومت تو خود کہتی ہے کہ بنگلہ دیش ایک حقیقت بن چکا ہے" میں نے معذرت کے ساتھ علامہ صاحب کی بات قطع کی۔

## بنگلہ دیش

علامہ صاحب نے کہا "حقیقت یہ ہے کہ بنگلہ دیش ایک حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان ایک ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کیونکہ حقائق جبر اور غصب سے وجود نہیں پاتے اگر جبر اور غصب ہی حقیقت کا معیار ہوتے تو مسئلہ کشمیر قطعی طور پر غیر حقیقت پسندانہ مسئلہ ہوتا کیوں کہ اس پر ہندوستان کا قبضہ ایک حقیقت ہے لیکن پاکستان نے گزشتہ پچیس سال سے اس حقیقت کو تسلیم نہیں کیا۔ خود صدر محترم بھی برسر اقتدار آنے تک کشمیر پر ہندوستان کے قبضہ کو ایک حقیقت تسلیم نہیں کرتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس نام نہاد حقیقت کی مخالفت بھی بھٹو صاحب کی کامیابی کا ایک بہت بڑا راز تھی"

آپ نے کہا "مجھے بتایئے دنیا کا کون شخص اسرائیل کو ایک حقیقت نہیں سمجھتا، لیکن کیا عربوں نے اور خود پاکستان نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے؟ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ برصغیر جس کی سرحدیں راس کماری سے لے کر خیبر تک پھیلی ہوئی ہیں، ہمیشہ ایک رہا ہے اور کسی دور میں دو حصوں میں منقسم نہیں ہوا۔ اگر آپ حقیقتیں ہی ماننے پر تل گئے ہیں تو پھر کس کس حقیقت کو تسلیم کیجئے گا"